مرثیہ

اے قلم حُسن عروسِ سخن افشا پھر ہے

در حال حضرت قاسمؑ

تعدادِ بند ٦٤

www.emarsiya.com

مرثیہ

اے قلم حُسن عروسِ سخن افشا پھر ہے　　آنکھ کے سامنے سورنگ کا جلوا پھر ہے
گلشنِ فکر میں آغازِ تماشا پھر ہے　　نرگسِ نظم پہ دَر شاعرِ بینا پھر ہے
جاذبِ چشم ہے لیلیٰؑ سخن کی صورت
آج دوشیزۂ مضموں ہے دلہن کی صورت

عمر کے باب میں کہتے ہیں یہ سب باتہذیب　　تیرہواں سال ہے طالع ہوں خوزادے کے نصیب
آمدِ فصلِ بہاری نے جو دی ہے ترتیب　　آگئی سرحدِ اقلیمِ جوانی کے قریب
جودتِ حُسنِ حسنؑ لے کے شاب آتے ہیں
ملکِ طفلی سے سوئے ملکِ شباب آتے ہیں

ام فرویٰؑ کا پسر راحتِ جانِ شبرؑ　　یادگار نبیؐ چشم و چراغِ حیدرؑ
جس کو کہیے ولدِ اکبرِ سبطِ اکبر　　نخلِ ارمانِ حسنؑ کا یہی پہلا ہے ثمر
اے خوشا جدِّ معظم کی توانائی ہے
ہاتھ نے قوتِ دستِ علوی پائی ہے

آ کے خدمت میں چچا کی یہ بھتیجے نے کہا　　اب ہے مشتاقِ شہادت یہ غلام اے آقا
اذنِ میدانِ وغا کیجیۓ خادم کو عطا　　ابنِ زہراؑ پہ تصدق ہو حسنؑ کا جایا
نصرتِ نائبِ خلّاقِ صمد لازم ہے
آپ کی عالمِ غربت میں مدد لازم ہے

www.emarsiya.com

شہ نے فرمایا کہ تم جاں نہ گنواؤ قاسمؑ　　ہو نشانیِ حسنؑ رن میں نہ جاؤ قاسمؑ
اپنے ماتم میں چچا کو نہ رلاؤ قاسمؑ　　مجھ کو پیری میں نہ داغ اپنا دکھاؤ قاسمؑ
تمھیں بتلاؤ کہ میں اذنِ وغا دوں کیونکر
دن یہ جینے کے ہیں مرنے کی رضا دوں کیونکر

تم کو خالق رکھے اے نورِ نگاہِ شبرؑ　　ہو تمھیں بعدِ حسنؑ مرہم قلبِ مادر
ٹکڑے ٹکڑے غمِ شوہر میں ہے بیوہ کا جگر　　تم سدھارے تو وہ مر جائے گی اے نورِ نظر
رخ ابھی ہستیِ فانی سے نہ موڑو بیٹا
ماں کا ٹوٹا ہوا دل اور نہ توڑو بیٹا

یہ سنا شہ سے تو آنکھوں سے ہوئے اشک رواں　　ہو کے مایوس کہیں بیٹھ گیا تشنہ دہاں
متفکر تھے بہت دل میں بہ چشمِ گریاں　　کہ میں کس طرح سے لوں اذنِ شہنشاہِ زماں
گو بہ اسرار کہا پھر بھی نہ رخصت پائی
صدقے ہونے کی چچا سے نہ اجازت پائی

دفعتاً آ گیا بابا کی وصیت کا خیال　　کھولا تعویذ کو بازو سے بصد رنج و ملال
پڑھ کے شاداں ہوا اک بار گی شبرؑ کا وہ لال　　تقویت دل کو ہوئی رخ ہوا غازی کا بحال
اپنا پھر حوصلۂ قلب و جگر لے کے چلے
پاس عمو کے وہ تحریرِ پدر لے کے چلے

اس میں تھی خطِّ حسنؑ سے یہ وصیت مرقوم　　کربلا میں جو اکیلے ہوں حسینؑ مظلوم
ہو ہر اک سمت سے آلام و مصائب کا ہجوم　　دشتِ غربت میں جو گھیرے ہوں انھیں لشکرِ شوم
اے مرے لال ادا حقِ وفا کر دینا
اپنی جاں ان کی حمایت میں فدا کر دینا

تم کو ہر چند کریں منع بھی جانے سے چچا   بار بار ان سے مگر بہرِ اجازت کہنا
عرض کرنا مجھے دے دیجیے میداں کی رضا   آج میں آپ کی نصرت میں کروں جان فدا
مرضیِ ابنِ رسولؐ دوسرا لے لینا
جس طرح سے بھی ہو عمو سے رضا لے لینا

پڑھ کے تعویذ کے مضمون کو شاہِ ذیجاہ   بھائی کی یاد میں کرتے تھے بہت نالہ و آہ
جوشِ گریہ میں زباں پر تھا کبھی واویلا   رو کے کہتے تھے کبھی آہ اخا و حسناؑ
بولے قاسمؑ سے کہ لو اذنِ وغا دیتا ہوں
تم کو میدان میں جانے کی رضا دیتا ہوں

دستِ قاسمؑ کو لیا ہاتھ میں با رنج و محن   لائے خیمہ میں انھیں روتے ہوئے شاہِ زمن
بولے زینبؑ سے کہ اے بیکس و غمخوار بہن   لاؤ قاسمؑ کو میں پہناؤں گا پوشاکِ حسنؑ
دل ہے بے چین کہ پھر صورتِ شبرؑ دیکھوں
آخری بار میں تصویرِ برادر دیکھوں

حسبِ ارشاد بہن لائیں حسنؑ کی پوشاک   دیکھ کر اس کو بہ حسرت ہوئے سرورؑ غمناک
تھے جو آگاہ ستم کیشیِ اہلِ سفاک   خود ہی پہنائی قبا اور گریباں کیا چاک
نظر آنے لگی آنکھوں کو حسنؑ کی صورت
خود ہی پہنا دیا کپڑوں کو کفن کی صورت

سر پہ قاسمؑ کے جو عمامۂ شبرؑ باندھا   شملے لٹکا دیئے چہرے پہ بصد آہ و بکا
ڈال دی کاندھے پہ چھوٹی سی حسنؑ کی ہی ردا   کس دیا اپنے ہی ہاتھوں سے کمر میں پٹکا
نیزہ اک چھوٹا سا قاسمؑ کی سپر میں باندھا
خود ہی تلوار کا قبضہ بھی کمر میں باندھا

www.emarsiya.com

دیکھ کر حال یہ خیمے میں ہوا اک کہرام   بیبیاں کرتی تھیں فریاد تو گریاں تھے امام
بولے قاسمؑ کہ چلا اب میں سوئے لشکرِ شام   السّلام اے حرمِ پاک شہنشاہِ انام
کہیں آمادہ ادھر لشکرِ بے پیر نہ ہو
جاؤں میں نصرتِ شبیرؑ میں تاخیر نہ ہو

کیا لکھوں اب میں وہ ناموسِ نبیؐ کی زاری   سب کی آنکھوں سے مسلسل ہوئے آنسو جاری
بین کرتی تھی ہر اک درد و الم کی ماری   کوئی کہتی تھی کہ قاسمؑ میں تمہارے واری
دل کو کبریٰؑ نے بصد آہ و بکا تھام لیا
سر جھکائے ہوئے دامانِ قبا تھام لیا

ہو کے رخصت جو چلا خیمہ سے دلبندِ حسنؑ   بعدِ تسلیم امام آئے قریبِ توسن
چڑھ سکا زیں پہ مگر خود سے نہ وہ غنچہ دہن   شہ نے بٹھلا دیا گھوڑے پہ بصد رنج و محن
رن کو جاتے ہوئے دیکھا جو مسافر شہ نے
رو کے فرمایا خدا حافظ و ناصر شہ نے

ہے لئے پشت پہ اسوارِ حجازی تازی   ترک تازی میں نہ ہارا کبھی بازی تازی
جب چلا جانبِ گلشن مع غازی تازی   اس سے ملنے کو صبا آ گئی تازی تازی
بند غنچوں نے کنوتی کو بہم چوم لیا
گُل ہزاروں نے کئی بار قدم چوم لیا

اسپِ قاسمؑ ہے نہ کچھ پوچھئے قسمت اس کی   دمبدم روز بہ روز اوج پہ جودت اس کی
مرکبِ شاہ بھی رکھتا ہے محبت اس کی   نقش بندِ دلِ عاقل ہے، فراست اس کی
بے حقیقت ہے جہاں دل کا رئیس ایسا ہے
فرسوں میں بھی ہیں چرچے یہ فریس ایسا ہے

اس کی چالاکی سے کُل فوجِ عدو ہے دو بھر　　کر دیا اس کو جو زخمی تو اسے خاک بہ سر
ہنہنانا وہ کبھی دیکھ کے خیلِ لشکر　　جوڑنا گہہ وہ کنوتی کی طرح تیز نظر
کیا سمائے سپہِ بانیِ شر کی وسعت
ہے سوا وسعتِ لشکر سے نظر کی وسعت

بارشِ تیر ہوئی فوجِ لعیں سے جس دم　　غیظ میں آیا فدا کارِ شہنشاہِ اُمم
خشمگیں نظروں سے دیکھا سوئے فوجِ اظلم　　ہو گئے دوش پہ بھی گیسوئے پُرخم برہم
دف نے آواز جو دی جنگ کا پیغام اٹھا
ہاتھ قاسمؑ کا سوئے قبضۂ صمصام اٹھا

چھوڑ کر رختِ غلاف آ گئی باہر تلوار　　جوہرِ تیغ نے دکھلائی عروسانہ بہار
عاشقوں کو نظر آنے لگا حُسنِ رخِ یار　　تھا فقط ایک دم اس تیغ کا جلوے تھے ہزار
حامیِ زیست جو تھے عہدِ وفا کرنے لگے
رونما یہ ہوئی سب جان فدا کرنے لگے

ناگہاں فوج سے ازرق کے چلے دو دلدار　　تھی تعلّی کی بہم دونوں کے لب پر گفتار
ایک کہتا تھا کہ یکتا ہے تو وقتِ پیکار　　دوسرا کہتا تھا ثانی نہیں تیرا زنہار
گویا اس طرح ادا حقِ وفا کرتا تھا
ایک کی ایک بہ اغراق ثنا کرتا تھا

مشورے تھے یہ بہم جنگ کو سر کر کے ہٹو　　سامنے مدِّ مقابل کے جو اس وقت چلو
تذکرہ اپنی سپہ داری و طاقت کا یہ ہو　　من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو
شدتِ فکر و تردّد سے مفر پا جائیں
بات رہ جائے پھر اپنی جو ظفر پا جائیں

www.emarsiya.com

ابتدا ایک نے کی آ گیا زد پر دشمن　　اک ذرا چست کی قاسمؑ نے عنانِ توسن
ہو کے ہشیار بڑھے آپ بہ عنوانِ حسنؑ　　سن سے تلوار چلی کٹ گئی اس کی گردن
وہ صفائی ہے کہ مردود نہ پھرنے پایا
کاسۂ سر سرِ گردن سے نہ گرنے پایا

اس کا گھوڑا جو بڑھا فرق گرا تب یہ کھلا　　نوکِ شمشیرِ شرر بار نے سر سے کاٹا
دیکھ کر شانِ وغا حوروں نے جنت میں کہا　　آج دادا کی طرح لڑتا ہے رن میں پوتا
دیکھو شہزادے میں اسلاف کا چربا دیکھو
حیدریؑ زور و شجاعت کا سراپا دیکھو

آج میداں میں ہے کیا جلوہ نمائی دیکھو　　گر نہ دیکھی ہو تو ضیغم کی لڑائی دیکھو
دستِ حیدرؑ کی دمِ جنگ صفائی دیکھو　　مثلِ شمشیر چمکتی ہے کلائی دیکھو
کیوں نہ مغلوب یہ سب لشکرِ باطل ہو جائے
چاہیں یہ قوتِ ربانی تو حاصل ہو جائے

مسکراتا تھا اِدھر نورِ نگاہِ شبرؑ　　اور جلتا تھا اُدھر سینہ میں کافر کا جگر
آ گیا دوسرا بھائی لیے تلوار و سپر　　بولی شمشیرِ جری موت میں جلدی تو نہ کر
تلخ باتوں میں نہاں حق کا مزا رکھتی ہوں
کلمۂ شیرِ خدا وردِ زباں کرتی ہوں

میری تلقین یہ ہے جنگ سے توبہ کر لے　　راہِ باطل سے نکل حق کا ارادہ کر لے
جا نہ دوزخ کی طرف خلد کا منشا کر لے　　قصرِ شاہی میں چل اور بیعتِ مولا کر لے
جامِ توحید ملے بادۂ تقوا پائے
دین و دنیا تیری بن جائے وہ رتبہ پائے

جب نہ ظالم نے سنی اس کی حق آئیں تقریر　　تیغ مائل ہوئی یک رنگ بہ سوئے تعزیر
دے کے شہزادۂ عالم نے صدائے تکبیر　　جانبِ صدرِ ستم کیش بڑھائی شمشیر
پسلیاں قطع ہوئیں تابہ کمر کاٹ دیا
کھول کر سینہ کا در قلب وجگر کاٹ دیا

پھر تو یاری کیلئے اک ستم آرا نہ ملا　　مردنی بڑھنے لگی زیست کا یارا نہ ملا
کٹ کے دریائے تحفظ کا کنارا نہ ملا　　ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا نہ ملا
اپنے ثانی سے ملا کر کے نظارہ کافی
عقلمندوں کے لیے بس ہے اشارہ کافی

شومیِ بخت نے دکھلایا جو خونی منظر　　دونوں بھائی جو بچے تھے وہ چلے تن تن کر
عزم بالجبر سے باندھے تھے جو لڑنے پہ کمر　　سمجھے قاسمؑ ملک الموت نے کھینچا ہے ادھر
ظرفِ کم ظرف عقائد سے بہت خالی ہے
موت کے ملک پہ مالک نے نظر ڈالی ہے

اُن میں سے ایک بڑھا لڑنے بہ کبر ونخوت　　بڑھ کے جرار نے دکھلائی علیؑ کی طاقت
تھام کر اس کی زرہ دی جو فرس پر حرکت　　پاؤں سے الجھی رکاب اور گرا بد قسمت
ہاتھ سے قبضۂ شمشیر و سپر چھوٹ گیا
گر کے بالائے زمیں تارِ نفس ٹوٹ گیا

چوتھے بھائی نے جو بھائی کی یہ حالت پائی　　چل پڑا ابہرِ وغا اس کی بھی شامت آئی
تیغ نے اپنی عروسانہ جھلک دکھلائی　　اس کے چہرے پہ عجب موت کی ہیبت چھائی
دلبری بڑھتی گئی جب سوئے بدخو پہنچی
جان لینے کے لیے جانبِ پہلو پہنچی

www.emarsiya.com

کبھی پہلو پہ چلی جان گنوانے کیلئے　　بیٹھی گردن پہ کبھی ناز دکھانے کیلئے
جا ملی دل سے کبھی خون بہانے کیلئے　　نفس کو ذائقہ الموت چکھانے کیلئے
کالعدم ہستیٔ کافر کو بنا کر پلٹی
نقدِ جاں مدِّ مقابل کا لُٹا کر پلٹی

ناریوں کو تھی وہ آتش سے جلانے والی　　باڑھ کی آب سے مُردوں کو بہانے والی
گوشۂ چشم سے زندوں کو لبھانے والی　　پہلوؤں سے دلِ کافر کو چرانے والی
زد سے بچتا تھا نہ کوئی بھی سپاہی اس کی
دل کی دشمن ہوئی دزدیدہ نگاہی اس کی

ساقیا جلد پلا رند کو جامِ سرِ جوش　　دل پہ قابو نہیں اپنے رہوں کیونکر خاموش
ہے اسی جامِ نظر تاب کا خواہاں مئے نوش　　دیکھ کر جس کو ہوئے طور پہ موسیٰ بے ہوش
مرتبہ میرا بڑھے مے جو تری آج ملے
مصطفیؐ کو درِ میخانہ پہ معراج ملے

چٹکیاں لینے لگا دل میں خمار اے ساقی　　جلد کر ساغرِ الفت سے دو چار اے ساقی
کل کے وعدے پہ کہاں مجھ کو قرار اے ساقی　　کارِ امروز بہ فردا مگزار اے ساقی
صدقۂ حضرتِ شبیرؑ میں کوثر دے دے
آج دو ایک نہیں جام بہتّر دے دے

بوترابی ہوں بہر کیف مآل اچھا ہے　　فخر کرتا ہوں کہ اس فقر کا حال اچھا ہے
تیرے ہی در پہ فقیرانہ سوال اچھا ہے　　ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے
میرے شیشہ میں سدا سرخ پری رہتی ہے
تیری الفت مرے ساغر میں بھری رہتی ہے

لوصفِ فوج سے اک شرک کا حامی نکلا ثانئ مرحب و عنتر یلِ نامی نکلا
صیدِ شبلِ اسدِ شیرِ تہامی نکلا یعنی مرنے کے لیے ازرق شامی نکلا
اس کو گمراہ رہِ دینِ الٰہی کہیے
منتخب فوج یزیدی کا سپاہی کہیے

دل میں اس قصدِ مصمم سے چلا وہ دشمن چل کے لیتا ہوں قصاص اپنے پسر کا فوراً
ابھی نوخیز جواں عمر ہے فرزندِ حسنؑ میں مُبین تجربہ کار اور بڑا ماہرِ فن
دیکھوں تو مجھ کو یہ کس طرح بھلا مارے گا
لڑ کے لڑکوں سے تو جیتا ہے پہ اب ہارے گا

آ کے قاسمؑ سے کیا بے ادبانہ یہ کلام حاکمِ وقت سے لینا ہے مجھے آج انعام
لو کیے دیتا ہوں اب کام تمہارا میں تمام دیکھنا تم کسی ساعت میں اب اپنا انجام
داغِ تازہ مجھے پیری میں دیا ہے تم نے
چار بیٹوں کو مرے قتل کیا ہے تم نے

بولے جھنجھلا کے یہ قاسمؑ کہ خبردار ازرق کیسی کرتا ہے یہ بے ہودہ تو گفتار ازرق
ہو چلا تو بھی درشتی کا سزاوار ازرق اب ترا سر بھی ہے گردن پہ تری بار ازرق
کیا لڑائی میں یہاں نامِ پسر لیتا ہے
جنگ میں دیکھ خدا کس کو ظفر دیتا ہے

ازرق دیو چلا سن کے یہ بہرِ پیکار طعنِ نیزے سے کیا اس نے وغا کا اظہار
کر کے رد قاسمِ جرار نے اس کے کئی وار فرق پر کافرِ خود سر کے لگائی تلوار
ضرب نے پھر اسے گھوڑے پہ نہ دم بھر رکھا
نوکِ شمشیر کو قاسمؑ نے گلے پر رکھا

www.emarsiya.com

زندگی سے ہوا مایوس جو دیکھا یہ حال حوصلے دل کے ہوئے دل ہی میں سارے پامال
زیرِ لب تھی یہ سدا آ گیا ہستی پہ زوال آہ مادر چہ خیالم و فلک درچہ خیال
میرے ارمانوں کا گلزار نہ شاداب ہوا
کیا میں سمجھا تھا مگر کون ظفر یاب ہوا

دل میں یہ سوچ رہا تھا وہ شقئ مردود کہ اُدھر پورا ہوا پیکِ اجل کا مقصود
تیغ نے ختم کیا ازرقِ شامی کا وجود اہلِ مجلس پڑھیں اب آلِ محمدؐ پہ درود
ضربِ قاسمؑ سے بد اعمال نہ زندہ نکلا
شہرگِ کفر کٹی خونِ جہندہ نکلا

تھا جو مصروفِ وغا دیر سے وہ تشنہ جگر دم بہ دم بڑھنے لگا ضعف و نقاہت کا اثر
مل کے ہر چار طرف سے اُمڈ آیا لشکر گھر گیا فوجِ ستمگار میں ابنِ شبرؑ
طاقتِ جسم گھٹی زیست سے پھر یاس بڑھی
پے بہ پے زخم جو کھائے تو بہت پیاس بڑھی

آپ مجبور ہوئے جنگ سے اعدا آئے زہر میں تیر و تبر ساتھ بجھا کر لائے
آپ نے زخمِ سنان و تبر اتنے کھائے چین سے پشت پہ گھوڑے کے نہ رہنے پائے
ایڑ دیتے تھے فرس کو کبھی رک جاتے تھے
تھام کر سینہ کو رہوار پہ جھک جاتے تھے

کبھی عباسؑ کو دیتے تھے صدائے جانکاہ آیئے میری مدد کے لیے اب واعماہ
سوئے اکبرؑ تھی کبھی یاس سے زخمی کی نگاہ رو کے چلاتے تھے جلد آیئے بھیا لِلّٰہ
ہے محال اب صفِ اعدا سے نکلنا مجھ کو
زین پر ہو گیا دشوار سنبھلنا مجھ کو

حملہ آور جو ہے اِس پیاسے پہ سارا لشکر　　جسم کا خون بہا جاتا ہے سنبھلوں کیوں کر
ناگہاں بڑھ کے کسی نے کیا اک وارِ تبر　　گر پڑا پشت سے رہوار کے ابنِ شبرؑ
خاک پر نورِ نگاہِ دلِ حیدرؑ آیا
زین خالی ہوئی اسوار زمیں پر آیا

شاہ کو گر کے پکارے کہ امام ادرکنی　　غیر ہے ہستیٔ فانی کا نظام ادرکنی
المدد المدد اے شاہِ انام ادرکنی　　آخری لیجیے قاسمؑ کا سلام ادرکنی
عازمِ دارِ جناں تشنہ جگر ہے مولا
آیئے جلد بھتیجے کا سفر ہے مولا

یہ غم انگیز صدا سُن کے چلے شاہِ ہُدا　　باپ کے ساتھ تھے اکبرؑ بھی بصد آہ و بکا
جھپٹے لشکر پہ جو اک بار امامِ دوسرا　　اِس طرف سے گیا اُس سمت سواروں کا پرا
حالتِ نزع میں زخمی کا عجب حال ہوا
لاشۂ ابنِ حسنؑ گھوڑوں سے پامال ہوا

پہنچے نزدیک بھتیجے کے امامِ مدنی　　روکے فرمانے لگے ہائے چراغِ حسنیؑ
راس آئی نہ تجھے منزلِ دنیائے دنی　　تیرھواں سال ابھی تھا کہ تری جاں پہ بنی
منہ سے کچھ بات کرو عمّو فدا ہو قاسمؑ
ہائے میں کیا کروں نزدیک قضا ہو قاسمؑ

تھا یہ قسمت میں کہ تم پر کروں زاری قاسمؑ　　میرے گھر میں نہ رہی بادِ بہاری قاسمؑ
جا رہی ہے جو یہ جنت کو سواری قاسمؑ　　اب کہاں دیکھوں گا میں شکل تمہاری قاسمؑ
آ کے پردیس میں تم سب سے جدا ہوتے ہو
یہ محبت ہے کہ عمّو پہ فدا ہوتے ہو

www.emarsiya.com

مجھ سے غربت میں نہ آنکھوں کو پھراؤ قاسمؑ　　مضطرب ہوں بہت آواز سناؤ قاسمؑ
ہو کے خاموش مرا دل نہ دکھاؤ قاسمؑ　　کب سے بے ہوش ہوئے کچھ تو بتاؤ قاسمؑ
ہو کے بے چین غریب الغرباء آیا ہے
دیکھو خیمے سے یہ مظلوم چچا آیا ہے

اے گُلِ نورسِ باغِ بنی ہاشم اٹھو　　پہلے میں نہ آ سکا اس پہ ہوں نادم اٹھو
تم پہ بے حد ہوئے مقتل میں مظالم اٹھو　　اے مرے لال اٹھو اے مرے قاسمؑ اٹھو
دل پہ شبیرؑ کے پیکانِ محن لگتا ہے
اے مرے چاند تمہیں ہائے گہن لگتا ہے

اثر انداز ہوئی نزع میں آوازِ امام　　خوں بھری آنکھوں سے قاسمؑ نے کیا شہ کو سلام
بیٹھے آغوش میں سر لے کے شہنشاہِ انام　　یوں کیا با لبِ آہستہ بھتیجے نے کلام
جاں نثار آپ کا اس وقت جو غش ہے عمّو
کیا کہے شدتِ ایذائے عطش ہے عمّو

آپ کی گود میں ہوتا ہوں میں جنت کو رواں　　آخری وقت ہے اب مجھ کو نہیں تابِ بیاں
کہہ کے یہ شہ پہ نظر کی جو بصد آہ و فغاں　　ہچکیاں آنے لگیں روئے امامِ دو جہاں
آہ عمّاہ کی قاسمؑ جو صدا دیتے تھے
شاہ سینے سے بھتیجے کو لگا لیتے تھے

علی اکبرؑ بھی تھے بے چین جو بیتاب تھے شاہ　　نگہہِ سیدِ بے کس میں زمانہ تھا سیاہ
جھک کے چہرے پہ نظر کی تو یہ دیکھا ناگاہ　　پھر گئی خلق سے اس راہیِ جنت کی نگاہ
چوم کر پائے شہنشاہِ ہدا کو قاسمؑ
دے گئے داغ جدائی کا چچا کو قاسمؑ

شاہ نے اپنے فدائی کو جو بے دم پایا روکے چلائے خدا حافظ و ناصر بیٹا
ٹکڑے ٹکڑے ہے بدن، چور ہیں سارے اعضا ہائے کس طرح اٹھاؤں میں تمہارا لاشہ
جسم سب کشتۂ افواجِ لعیں ہے بیٹا
لاش اُٹھ سکنے کے قابل بھی نہیں ہے بیٹا

کہہ کے یہ لاش کو چادر میں لپیٹا شہ نے حالتِ زار پہ بے حد کیا گریہ شہ نے
اُٹھ کے رخ جانبِ خیمہ کیا اپنا شہ نے لا کے رانڈوں میں تب اس لاش کو رکھا شہ نے
بولے بربادیٔ گلزارِ جوانی دیکھو
ٹکڑے ٹکڑے مرے بھائی کی نشانی دیکھو

آئے ہیں سب کو یہ دیدار دکھانے کیلئے اپنے عمّو کے بھرے گھر کو رُلانے کیلئے
غمِ شبرؑ ہمیں پھر یاد دلانے کیلئے معرکہ جنگ کا اماں کو سنانے کیلئے
گو کہ لڑنے میں بہت تیر و تبر کھائے ہیں
اپنی پھوپھیوں سے یہ ہونے کو وداع آئے ہیں

سُن کے یہ اہلِ حرم میں ہوا محشر برپا سر سے شہزادیوں نے چادر و مقنع پھینکا
شورِ فریاد و فغاں گرد جو میت کے ہوا لاش پر مادرِ قاسمؑ کو نہ تھا ضبطِ بکا
ہائے قسمت نے دکھایا تھا پسر کا لاشہ
آنکھ کے سامنے تھا نورِ نظر کا لاشہ

دیکھ کر سینہ میں پھٹ جائے نہ کیوں قلب و جگر بیوہ مادر وہ کہاں اور کہاں لاشِ پسر
جس سے ڈھارس تھی کیا اس نے زمانے سے سفر زندہ در گور ہوئی چھوٹ کے پسر سے مادر
کیا کہے زندگیٔ دہر سے دل ٹوٹ گیا
ماں سے پیری میں جواں عمر پسر چھوٹ گیا

www.emarsiya.com